ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

اب دنیا کس کروٹ بیٹھے گی؟؟؟

مسلم دنیا میں سعودی عرب کو ایک مخصوص اہمیت وحیثیت حاصل ہے' تیل کی دولت سے مالا مال یہ اسلامی ملک اسلام کا سب سے مضبوط قلعہ اور رہنما ملک کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے' جہاں اب بھی دنیا بھر میں سب سے زیادہ تیل پیدا ہوتا ہے۔ 1981ء میں سعودی عرب کو اقوام عالم میں ایک اہم اور ممتاز مقام حاصل تھا' جب اس ملک کی فی کس آمدنی موجودہ امریکی کرنسی کی شرح کے لحاظ سے اٹھائیس ہزار ڈالر تھی لیکن اب سعودی عرب کی فی کس آمدنی آٹھ ہزار ڈالر سے بھی کم ہے' قرضوں کا بڑھتا ہوا بوجھ بیروزگاری اور آبادی میں اضافہ کی وجہ سے سعودی معیشت روبہ انحطاط ہے' آج یہ ملک اربوں ڈالر کے قرضوں کے بوجھ تیل تلے دبا ہوا ہے' ملک بھر میں ہر طرف امریکی جھلک نظر آتی ہے جس نے مقامی نوجوانوں کو مایوس کن صورتحال سے دوچار کر دیا ہے۔

دوسری جانب امریکی میڈیا سعودی عرب کے بارے میں اپنے خاص نقطہ نظر سے من گھڑت رپورٹیں تیار کر کے سعودی عوام میں مزید مایوسی پھیلا رہا ہے۔

لاس اینجلس ٹائمز نے سعودی عرب کے بارے میں مغرب کے نقطہ نظر سے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔

ہم "الحق" کے قارئین کے لئے پہلے اس نام نہاد رپورٹ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں' پھر اسی پر بحث کریں گے۔

لاس اینجلس ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے نوجوان اپنے حکمرانوں کی پالیسیوں سے سخت ناخوش ہیں' ایک طرف تو وہ سخت اسلامی قوانین سے تنگ ہیں اور قدرے آزاد ماحول کے خواہش مند ہیں' دوسری جانب وہ سعودی عرب میں ہر معاملہ میں امریکہ کے عمل دخل کو شدت سے محسوس کرتے ہیں اور بڑھتے ہوئے امریکی اثرات میں کمی چاہتے ہیں' نوجوان طبقہ سعودی عرب کی معاشی بدحالی کا ذمہ دار امریکہ کو سمجھتا ہے' اور اپنے حکمرانوں سے یہ توقع رکھتا ہے' کہ وہ ملک کو قرضوں کے بوجھ سے نجات دلانے اور بے روزگاری کے عفریت پر قابو پانے کے لئے امریکی سحر سے نکل جائیں' رپورٹ میں 11 ستمبر 2001ء کی دہشتگردی میں پندرہ سعودی ہائی جیکرز کے ردعمل کو اسی گھٹن شدہ ماحول کا شاخسانہ قرار دیا گیا ہے' جو سعودی حکمرانوں اور امریکہ کے گٹھ جوڑ سے پیدا ہوا ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ اکثر سعودی نوجوان اسامہ بن لادن کی حمایت نہیں کرتے' مگر ایسے نوجوان وافر مقدار میں مل جائیں گے' جو امریکہ کی تباہی وبربادی پر مطمئن اور شاداں دکھائی دیتے ہیں' رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ

سعودی عرب امریکہ کو ناپسند کرنے کے ساتھ ساتھ مغرب کے طور طریقوں اور آزاد خیالی کے بھی دلدادہ ہیں یعنی اگر ایسے نوجوان ملیں گے جو اپنی سرزمین پر امریکہ کا وجود برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تو آزاد معاشرے کے حامی نوجوانوں کی بھی کمی نہیں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سعودی عرب کی آج کی نوجوان نسل کنفیوژڈ ہے، جسے نہ تو معاشی خوشحالی حاصل ہے اور نہ ہی فیصلہ کن کردار ادا کرنے والے حکمران۔

تاہم سعودیوں کی اکثریت ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے ساتھ ہے جو سعودی سرزمین سے امریکی افواج کا اخراج چاہتے ہیں، تاہم امریکہ اپنی فوجوں کو واپس بلانے سے انکاری ہے۔ آج کا سعودی عرب 1970ء اور 1980ء کے سعودی عرب سے قطعاً مختلف ہے۔ اس وقت پینسٹھ فی صد سے زیادہ آبادی پچیس سال سے کم عمر کی ہے۔ 1970ء میں ڈھائی ہزار طلباء نے ہائی اسکولوں سے گریجویشن کی تھی جب کہ اس سال دو لاکھ گریجویٹ فارغ ہوں گے۔ آبادی میں بھی سالانہ تین فی صد سالانہ کے تناسب سے اضافہ ہو رہا ہے، سعودی عرب کو بڑھتی ہوئی آبادی کے تناظر میں معیشت میں چھ فی صد اضافہ کی ضرورت ہے لیکن یہ شرح محض ایک فیصد ہے اس وقت مصر سے الجیریا تک بیشتر عرب ممالک کساد بازاری کا شکار ہیں، سعودی عرب کے پاس تیل کے وسیع ذرائع کے باوجود اسے کوئی خاص فائدہ نہیں ہو پا رہا ہے۔ اگرچہ حکمران معیشت کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

مگر معاشرے کی نوجوان نسل دو مضبوط ثقافتوں کے درمیان میں پس رہی ہے ایک طرف اسلامی تشخص ہے تو دوسری طرف مغربی ثقافت معیشت میں تنوع پیدا کرنے کے لئے حکمرانوں نے گیس و تیل کے متعدد نئے منصوبے ترتیب دیئے ہیں، معیشت کی نج کاری پر عمل درآمد ہو رہا ہے، سعودی عرب عالمی تجارتی تنظیم (WTO) میں شامل ہونے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ بے روزگاری کی شرح خطرناک حد یعنی چودہ فی صد تک پہنچ چکی ہے، نوجوانوں میں یہ شرح زیادہ ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہاں نوکریاں نہیں ہیں، درحقیقت سعودی عرب میں پیدا ہونے والے نوجوان یعنی اصلی سعودی جنہوں نے ہوش سنبھالنے پر دولت کی ریل پیل اور عیش و عشرت دیکھی ہے، وہ معمولی ملازمت کو پسند نہیں کرتے، سعودی نوجوان اپنے ملک میں ہر قسم کی تفریح سے محروم ہیں، اکثر نوجوان قریبی عرب ریاست بحرین چلے جاتے ہیں جہاں ماحول قدرے آزاد ہے، سعودی عرب کے نوجوان کی مایوس کن صورتحال کی یہ عکاسی لاس اینجلس ٹائمز نے اپنی خصوصی اشاعت میں کی ہے۔

آیئے اب اس رپورٹ کا مختصراً تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔

رپورٹ میں سعودی نوجوانوں کی طرف سے آزاد خیال معاشرے کی خواہش کی جو بات کی گئی ہے اس میں بڑی حد تک مبالغہ آرائی ہے، سعودی نوجوان آزادی ضرور چاہتے ہیں مگر مادر پدر آزاد معاشرہ نہیں، لاس اینجلس ٹائمز نے

یہ رپورٹ امریکی اور مغربی نقطہ نظر سے تیار کی ہے، جہاں نہ تو رومانس پر پابندی ہے اور نہ ہی شراب نوشی اور زنا کی ممانعت۔

امریکہ اور یورپ میں لڑکے اور لڑکیاں بیس برس کی عمر سے بہت پہلے بارہا ایک دوسرے کی بانہوں میں جھول چکے ہوتے ہیں، شراب اور سگریٹ نوشی کی قانونی مدت اٹھارہ سال ہونے کے باوجود پندرہ سولہ سال کے لڑکے اور لڑکیاں دنیا کی ہر لذت سے واقف ہو چکے ہوتے ہیں۔

لاس اینجلس ٹائمز کی یہ رپورٹ اس لحاظ سے کوئی خاص اہمیت کی حامل نہیں، تاہم سعودی نوجوانوں میں مایوسی کی جو بات کی گئی ہے وہ کسی حد تک درست ہے، سعودی عرب کے بارے میں طویل عرصے سے یہ بات گردش کر رہی ہے کہ وہ شاہ فہد ہی تھے جنہوں نے 1990ء کے اوائل میں امریکہ کو عراق پر چڑھائی کے لئے اکسایا ان کے اس اقدام سے ان کے عوام آج تک ان سے ناراض ہیں، اس کے علاوہ وہ طویل عرصہ سے بیمار ہیں، اور کافی بوڑھے ہو چکے ہیں اس وجہ سے حکومت کی باگ دوڑ ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے ہاتھوں میں ہے، جنہیں مایوس نوجونوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے اور یہ نوجوان انہیں اپنے لئے اور مملکت کے لئے ایک امید کی کرن سمجھتے ہیں۔

سعودی عرب کبھی قرضوں سے پاک ملک ہوا کرتا تھا، اب قرضوں کے بوجھ نے اس سلطنت کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے، نوجوان کھل کر امریکہ کی مخالفت کرتے ہیں، سعودی نوجوان اپنے ملک میں امریکی عمل دخل کے باعث حد سے زیادہ مشتعل ہو چکے ہیں، ان کا یہ اشتعال بہت سے نوجوانوں کو منفی اقدامات کی ترغیب دے سکتا ہے۔

11 ستمبر 2001ء کی دہشت گردی کو ایک برس ہونے کو ہے آج تک حقیقی دہشت گرد سامنے نہیں آسکے، امریکی حکام نے چند انیس مشتبہ ہائی جیکروں کا تعلق سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، لبنان اور مصر سے ثابت کیا ہے وہ دراصل شواہد کے ذریعہ نہیں بلکہ مفروضات کی بنا پر انہیں دہشتگرد قرار دیا گیا ہے اور دنیا بھر میں ان انیس مشتبہ ہائی جیکروں کو خوب چرچا کیا گیا ہے اور یوں غیر مسلم ممالک کے اذہان میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں، بش انتظامیہ ایک طرف تو مسلمانوں کو دہشت گردوں کے روپ میں پیش کر رہی ہے، دوسری طرف مذہب اسلام کو امن و آتشی کا مذہب بھی قرار دے رہی ہے۔ پھر وہ سعودی عرب سے تعلقات استوار کرنے کی خاطر گوئٹانا مو میں قید القاعدہ کے سو ایسے قیدیوں کو جن کا تعلق سعودی عرب سے ہے انکی سعودی عرب حوالگی کے سلسلے میں بات چیت کیلئے تیار ہے۔

یہ دوطرفہ بلکہ سہ طرفہ دوغلا اور منافقانہ معیار و کردار یقیناً سعودی نوجوانوں کے ذہنوں میں مزید الجھن پیدا کر دے گا، جو پہلے ہی مضطرب ہیں۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد سے دنیا میں وہی کچھ ہو رہا ہے جو امریکہ چاہ رہا ہے، اقوام متحدہ ہو یا ناٹو، یہ کوئی اور بین الاقوامی ادارہ ان کی آواز پر امریکہ نہ تو کان دھر رہا ہے اور نہ ہی اسے خاطر میں لا رہا ہے۔

پچھلے دنوں امریکہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ دنیا ساتھ دے یا نہ دے دہشت گردی کے خلاف وہ اپنی جنگ تن تنہا

(بقیہ صفحہ ۶۱ پر)